لکھنے کے امتیازات کی بڑی قدر کرتے ہیں، مگر جن مسائل میں وہ صرف اپنی دھنتے ہیں اور دوسروں کی نہیں سنتے یا کسی غلط فہمی کے تحت دوسروں کو بھی مغالطہ ڈال دیتے ہیں، اس طرز فکر یا انداز تحریر کی داد دینے سے ہم قاصر ہیں''۔ (ملفوظات محدث کشمیری صفحہ ۱۶۱)

مزید فرماتے ہیں:

''اس ایک صدی کے اندر جو کتب تفاسیر شائع ہوئیں، وہ بڑی حد تک غیر معیاری ہیں، تفسیر المنار مصری ہو یا سرسید کی تفسیر ہندی ہو، عنایت اللہ مشرقی کی تفسیر ہو یا مولانا آزاد کی ترجمان القرآن، مولانا عبید اللہ سندھی کی جدید تفسیر ہو یا مولانا مودودی کی تفہیم القرآن، مولانا فراہی کی تفسیر ہو یا مولانا امین احسن اصلاحی کی تدبر قرآن، وغیرہ ان سب میں عمدہ تفسیری مواد کے ساتھ آزادی رائے اور تفردات کے نمونے بھی بہ کثرت پائے جاتے ہیں۔ ان سب میں سے (مولانا مودودی کی) تفہیم القرآن قابل ترجیح ہے اور جن جن مقامات میں تفاسیر جمہور کے مطابق انہوں نے تشریحات وتقریرات کی ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ لیکن جن جن مقامات پر وہ جمہور مفسرین اور اکابر امت سے الگ ہو کر اپنے تفردات رقم کر گئے ہیں، وہ ظاہر ہے کہ قابل قبول نہیں ہو سکتے''۔ (ملفوظات محدث کشمیری صفحہ ۲۱۷)

مولانا بجنوریؒ، سید مودودی صاحب کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' کو مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر ''ترجمان القرآن'' اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی تفسیر پر ترجیح دے رہے ہیں اور ان کے نظریات کو تفردات بھی قرار دے رہے ہیں۔ مولانا راشدی تو اکابر علماء دیوبند کی مساعی جمیلہ پر پانی پھیرنے کے مرتکب قرار پائے ہیں، اب معلوم نہیں مولانا بجنوری کس فرد جرم کے مستحق قرار پاتے ہیں!!

صرف مولانا بجنوریؒ ہی نہیں، اس پر اور بھی کئی ایک مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں، جیسے سید مودودی کے رد میں مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی حسینی ندویؒ (فاضل دیوبند) نے ''عصر حاضر میں دین کی تفہیم وتشریح'' کے عنوان سے اور حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ نے ''مولانا مودودی کے ساتھ میری رفاقت کی سرگزشت اور اب میرا موقف'' کے نام سے کتاب لکھی ہے جن میں مولانا مودودی صاحب کی تحریری وقلمی خدمات کا برملا اعتراف واظہار کیا ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا راشدی نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس کی بنا پر اکابر کی روش وطرز سے دوری لازم آتی ہو۔ اس سلسلے میں لطیفے کی بات یہ ہے کہ ناقدین جس عبارت کو ''مودودیت نوازی'' قرار دے رہے ہیں، اسی عبارت کو ماہنامہ ترجمان القرآن کے جولائی ۲۰۰۸ء کے شمارہ میں علامہ راشدی کی تصنیف ''عصر حاضر میں اجتہاد'' پر تبصرہ کرتے ہوئے ''الزام تراشی'' اور ''مبالغہ آمیزی'' قرار دیا گیا ہے۔

''معین القاری'' پر شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب المدنی شیخ الحدیث دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی ''رائے'' بھی موجود ہے جس میں ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مولانا معین الدینؒ حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے دستہائے راست محققین اربعہ میں سے

ایک تھے۔حضرت مولانا مودودیؒ کے حلقہ بگوشوں میں کافی ارباب دانش وعرفان شامل ہیں۔مگر چار بڑی شخصیات سے مولانا مودودیؒ کے اسلامی مشن کو نمایاں تقویت ملی۔اب یہ حضرات اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ان میں سب سے بڑے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد چراغؒ (فاضل دیوبند) تھے۔پھر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا معین الدین خٹکؒ (فاضل شاہی مراد آباد) تھے۔اسی طرح حضرت مولانا مفتی سیاح الدین کاکا خیلؒ (فاضل دیوبند) اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنیریؒ۔مؤخر الذکر میرے استاذ تھے، دار العلوم حقانیہ کے مفتی اور درجہ علیا کے مدرس تھے''۔

بریلویت نوازی کا الزام

مولانا زاہد الراشدی نے گوجرانوالہ کے معروف اسکالر اور المشرق سائنس کالج کے چیئر پرسن ڈاکٹر عبد الماجد حمید المشرقی صاحب کی کتاب ''انوار خاص'' پر اپنی تقریظ درج فرمائی ہے۔اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں بعض غیر مستند باتیں درج تھیں جن کی بنیاد پر ناقدین نے مولانا راشدی کی تقریظ کو ''بریلویت نوازی'' قرار دے کر اس پر ہنگامہ برپا کر دیا۔اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب موصوف کا ایک وضاحتی خط ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے جو اس سے قبل ماہنامہ نصرت العلوم کے دسمبر ۲۰۰۹ء کے شمارہ میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ! میں ایک عام مسلمان ہوں اور میرے عقائد وہی ہیں جو اہل سنت کے چلے آ رہے ہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے تعلیمی شعبہ میں تھوڑی بہت خدمت لے رہے ہیں جس پر میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں، المشرق سائنس کالجز کے نیٹ ورک کے تحت بحمد اللہ تعالیٰ کم وبیش سات ہزار طلبہ اور طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں جنہیں حفظ، قرأت قرآن کریم ودیگر ضروریات دین کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔

میں گزشتہ چالیس برس سے مولانا زاہد الراشدی کا مقتدی ہوں حتی الوسع جمعۃ المبارک ان کے پیچھے ادا کرتا ہوں جبکہ ان کے والد محترم حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ (امام اہلسنت) کے ساتھ میری دلی عقیدت رہی ہے اور ان کی خدمت میں کئی بار حاضر ہو کر ان کی دعائیں اور شفقتیں حاصل کر چکا ہوں، آپ کے وصال سے چار دن پہلے مجھے اپنی اہلیہ کے ساتھ تیمارداری کیلئے جانے کا بھی شرف حاصل ہوا، یہ زندگی میں میری ان سے آخری ملاقات تھی، اس ملاقات کے دوران حضرت امام اہلسنتؒ نے میرے سر پر چار دفعہ ہاتھ پھیرا۔

البتہ میرا ذوق یہ ہے کہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور راہنماؤں کا احترام کرتا ہوں اور ان سے استفادہ کی کوشش بھی کرتا ہوں، میری ایک تصنیف ''انوار خاص'' کے بارے میں فیصل آباد کے کچھ دوستوں نے شکوہ کیا ہے کہ اس میں اہل سنت کے عقائد ومذہب کے خلاف چند باتیں درج ہو گئی ہیں مجھے اپنی کسی بات پر اصرار نہیں ہے اور میں نے جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کے نائب مہتمم حضرت مولانا مفتی زاہد

صاحب سے گزارش کی ہے کہ وہ اس کتاب کا مطالعہ کر کے اس میں اہل سنت کے عقائد اور مذہب کے خلاف جو بات بھی وہ محسوس کرتے ہیں اس کی نشاندہی کر دیں میں اگلے ایڈیشن میں اس میں ہر بات کو حذف کر دوں گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

تمام احباب سے درخواست ہے کہ میرے لیے حسن عمل، حسن خاتمہ اور نیکی کی مسلسل توفیق کی دعا مانگتے رہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)''

ہمارے پیش نظر اس وقت ''انوار خاص'' کا تیسرا ایڈیشن ہے جو ۲۰۱۱ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کے متعلقہ مقامات کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ان کی تصحیح کر دی گئی ہے۔ موجودہ ایڈیشن میں کوئی ایسی بات موجود نہیں جس کا تقاضا ڈاکٹر صاحب کی بریلویت اور مولانا راشدی صاحب کی بریلویت نوازی کی صورت میں نکلتا ہو۔

ماہنامہ ''الشریعہ'' کی پالیسی

الشریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ کا سنگ بنیاد امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ نے اپنے دست مبارک سے رکھا اور اس کے بعد متعدد مواقع پر اس کے پروگراموں میں شرکت فرما کر سرپرستی فرماتے رہے ہیں۔ ماہنامہ الشریعہ کا مطالعہ ان کا معمول تھا اور ان کی کئی تحریرات بھی الشریعہ میں شائع ہوئی ہیں جبکہ مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ بانی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے بارے میں مولانا محمد فیاض خان سواتی نے ہمیں بتایا کہ والد ماجد کا معمول پروگراموں میں جانے کا نہیں تھا، لیکن الشریعہ اکیڈمی کے پروگرام میں انہوں نے بھی شرکت فرما کر اس کی سرپرستی فرمائی۔ وہ ماہنامہ الشریعہ کا بڑی باقاعدگی سے مطالعہ فرماتے تھے اور اگر کبھی رسالہ پہنچنے میں تاخیر ہو جاتی تو اس کے بارے میں مجھ سے استفسار فرماتے، بلکہ اس کا سالانہ چندہ خریداری بھی باقاعدگی سے جمع کراتے تھے۔ حضرت صوفی صاحبؒ کی بھی متعدد تحریرات اس میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ ذیل میں ہم الشریعہ اور اس کی پالیسی کے متعلق چند اہل علم کے اقتباسات نقل کر رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، صدر دارالعلوم کراچی فرماتے ہیں کہ ''ابھی مولانا (زاہد الراشدی) فرما رہے تھے کہ الشریعہ اکادمی میں ہم جو کام کر رہے ہیں، وہ روایتی انداز سے ہٹ کر ہے، اس لیے لوگوں کو اس کے بارے میں بتلانا اور سمجھانا بھی بعض اوقات ذرا مشکل سا ہوتا ہے۔ لیکن سچی بات ہے، میں جو محسوس کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی جو تعلیمی پالیسی عہد رسالت سے چلی آ رہی ہے، یہ اسی کا ایک تسلسل ہے جو الشریعہ اکادمی نے شروع کیا ہوا ہے۔'' (ماہنامہ الشریعہ، مئی جون ۲۰۰۹ء)

معروف محقق حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی صاحب (ابن مناظر اسلام حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ وسرپرست ماہنامہ ''الفرقان'' لکھنو) فرماتے ہیں کہ ''آپ نے ایک نئی طرح ڈالی ہے، باعث دلچسپی ہے، خدا کرے رفتہ رفتہ یہ تجربہ ایسے نہج میں ڈھل جائے کہ سوچ کی مثبت اور مفید تبدیلی کو راہ ملے، آپ کو ماشاء اللہ رفقائے قلم اچھے میسر آ گئے

ہیں، شاید نئی نہج کی برکت ہے۔'' (ماہنامہ الشریعہ ستمبر ۲۰۱۲ء)

مفسر قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ فرماتے ہیں ''ہمارے مذہبی حلقے میں غالباً آپ (مولانا زاہد الراشدی) پہلے فرد ہیں جنھیں علمی وفکری مسائل پر بحث ومکالمہ کا ایک آزاد فورم قائم کرنے کی توفیق ہوئی ہے۔ بے شمار احباب کے تحفظات بلکہ اعتراضات کے باوجود ناچیز محسوس کرتا ہے کہ اس قسم کے فورم کی بہر حال ضرورت تھی۔ مخالفانہ نقطہ نظر کو یکسر رد کر دینا اور اپنے مبلغ علم ہی کو قطعیت کا درجہ دینا ان اہل نظر کو زیب نہیں دیتا جو فکر ولی اللّٰہی کے وارث ہیں۔ دلیل کا جواب دلیل ہی سے دینا چاہیے، لٹھ ماری سے نہیں۔ آپ کو لکھنے والے بھی خوب میسر آئے ہیں۔'' (ماہنامہ الشریعہ، مارچ ۲۰۰۷ء)

عظیم مذہبی سکالر حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ صاحب (سابق صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) فرماتے ہیں کہ ''میں روز اول سے اس رسالے کا باقاعدہ قاری ہوں، آپ کی تحریروں اور مضامین میں جو اعتدال اور توازن ہوتا ہے وہ گزشتہ کچھ عرصے سے کم ہوتا چلا جا رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی تحریریں ملک میں ایک متوازن اور معتدل مذہبی رویے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کریں گی۔'' (ماہنامہ الشریعہ ستمبر ۲۰۱۲ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب، نائب رئیس جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد فرماتے ہیں کہ ''ماہنامہ ''الشریعہ'' نے دینی جرائد میں ایک مستحسن روایت قائم کی ہے کہ وہ ہر نقطہ نظر اس کے دلائل کے ساتھ اپنے قارئین کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ اللہ کرے ہمارے بعض حلقوں میں غیر منصوص مسائل میں بھی دوسرے کا نقطہ نظر نہ سننے بلکہ جلدی سے اس کی نیت پر حملہ آور ہونے کا جو رجحان پایا جاتا ہے، اس کا ''الشریعہ'' کے اس طرز عمل سے کچھ علاج ہو جائے۔'' (ماہنامہ الشریعہ، اگست ۲۰۰۴ء) مزید فرماتے ہیں کہ ''ماہنامہ الشریعہ ہر مہینے وصول ہو کر ہوا کا ایک تازہ جھونکا مہیا کرتا رہتا ہے...... الشریعہ جیسے جریدے میں اپنے نقطہ نظر کی اشاعت میں ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اسے تنقید اور بحث کی چھلنی سے گزرنے کا موقع مل جائے گا اور اس سے مختلف کوئی رائے ہوگی تو وہ بھی سامنے آ جائے گی۔ دیگر دینی جرائد میں یہ بات تقریباً ناپید ہے۔'' (ماہنامہ الشریعہ ستمبر ۲۰۱۲ء)

معروف کالم کار حضرت مولانا حذیفہ وستانوی صاحب (آف انڈیا) فرماتے ہیں کہ ''میں تقریباً ڈیڑھ سال سے مجلّہ ''الشریعہ'' کا پابندی سے مطالعہ کر رہا ہوں، واقعتاً آپ فارسی کی اس کہاوت کے مصداق ہیں جس میں کہا گیا ہے ''پسر نمونہ پدر است''...... ویسے تو میرے پاس ہند و پاک کے علاوہ سعودیہ، کویت وغیرہ سے بھی بے شمار رسائل، اردو، عربی، انگریزی و گجراتی میں موصول ہوتے ہیں مگر ان تمام میں سب سے زیادہ دلچسپ و معلومات افزا بندہ کو ''الشریعہ'' لگا، الشریعہ کا ہر ماہ بڑی شدت سے انتظار ہوتا ہے مگر مجھے بہت دیر سے ملتا ہے، کبھی بے تاب ہو جاتا ہوں تو وقت نکال کر انٹرنیٹ پر بیٹھ جاتا ہوں اور alsharia.org پر جا کر اہم مضامین کا مطالعہ کر لیتا ہوں۔ (ماہنامہ الشریعہ مئی ۲۰۰۷ء)

شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ عبد القیوم حقانی صاحب، بانی و مہتمم جامعہ ابو ہریرہؓ و مدیر القاسم فرماتے ہیں کہ ''گوجرانوالہ سے شائع ہونے والا ماہنامہ ''الشریعہ'' ممتاز عالم دین، محقق و مصنف اور جامعہ نصرت العلوم کے شیخ الحدیث

حضرت مولانا علامہ زاہدالراشدی صاحب کی زیر سرپرستی گزشتہ تیئیس سال سے شائع ہو رہا ہے۔ایک عرصہ تک خود علامہ راشدی صاحب اس کی ادارت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں اور اب یہ علمی جریدہ ان کے جواں سال صاحبزادے محمد عمار خان ناصر کی زیر ادارت شائع ہو رہا ہے۔اس علمی جریدے نے روز اول سے عمومی گروہ بندی اور فرقہ بندی سے اٹھ کر فکری حوالے سے ایسی ساکھ بنالی ہے کہ یہ جریدہ ''پڑھے جانے والے جرائد'' میں سرفہرست ہے۔اس کے مضامین تنوع کے ساتھ ساتھ اجتماعیت کا رنگ نمایاں ہے جو گہرائی اور گیرائی کے ساتھ لکھے جاتے ہیں اور شائع کرنے سے پہلے ان کے مندرجات پر ادارتی ٹیم ان مضامین پر خاصا غور وفکر بھی کرتی ہے۔

''الشریعۃ'' کی ادارتی ٹیم کالج ومدرسہ کے اہل علم وقلم پر مشتمل ہے جو علامہ راشدی صاحب کے فکر ودانش کا پتہ دیتی ہے۔اگرچہ جناب عمار خان ناصر کے بعض تفردات پر علمی حلقوں میں اضطراب پایا جاتا ہے، ''القاسم'' میں بھی ان کے تفردات پر گرفت کی گئی ہے، مگر جہاں تک اس جریدہ کے مضامین کی ندرت کا تعلق ہے، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔اس علمی جریدہ نے مختلف حوالوں سے اپنی خصوصی اشاعتوں میں فکری رہنما کا کردار ادا کیا ہے۔'' (ماہنامہ الشریعہ، جولائی ۲۰۱۲ء)

مشہور محقق حضرت مولانا صاحبزادہ نورالحسن راشد کاندھلوی صاحب (مدیر سہ ماہی ''احوال وآثار'' کاندھلہ، انڈیا) فرماتے ہیں کہ ''میں الشریعہ کی تحریروں کا خاص توجہ سے مطالعہ کرتا ہوں۔ایسا فکری جریدہ ہمارے ہاں انڈیا سے شائع نہیں ہوتا۔'' (ماہنامہ الشریعہ ستمبر ۲۰۱۲ء)

حضرت مولانا محمد وارث مظہری صاحب (مدیر ''ترجمان دارالعلوم''، دہلی، انڈیا) فرماتے ہیں کہ ''الشریعہ اتنا بڑا رول ماڈل ہے کہ ڈاکٹر ظفرالاسلام (مدیر ملی گزٹ، دہلی) نے مجھ سے کہا کہ ہمیں ''الشریعۃ'' جیسا فکری پرچہ انڈیا سے بھی نکالنا چاہیے۔'' (ماہنامہ الشریعہ ستمبر ۲۰۱۲ء)

معروف صاحب قلم حضرت مولانا محمد ازہر صاحب (مدیر ماہنامہ ''الخیر'' ملتان) فرماتے ہیں کہ ''الشریعہ کی پاکستان کے علمی حلقوں میں اپنے مخصوص اسلوب اور سنجیدہ تحریروں کے باعث امتیازی پہچان ہے، الشریعہ قدیم علمی مباحث کے بجائے امت کو درپیش مسائل میں رہنمائی کو فوقیت دیتا ہے...... ہماری دانست میں سنجیدہ علمی تحریروں سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لیے ''الشریعۃ'' کا انتخاب بالکل بجا ہے۔'' (ماہنامہ الشریعہ ستمبر ۲۰۱۲ء)

''الشریعۃ'' کی پالیسی پر اعتماد کرنے والے اور اس کو سراہنے والے اہل علم وقلم اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔یہاں صرف چند ایک کے بیان پر ہی اکتفا کیا جارہا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ حق سچ سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔آمین یا رب العالمین۔